حافظ ابن عبدالہادی المقدسی رحمہ اللہ کی کتاب فضائل الشام کا اردو ترجمہ

سرزمینِ شام

تعارف، تاریخی پس منظر و فضائل

ترجمہ
پروفیسر اسم محمد

تخریج وتعلیق
ابو محمد عبداللہ اختر

نظرِ ثانی
محمد ارشد کمال

ابن عبدالهادی المقدسی رحمہ اللہ کی کتاب فضائل الشام کا اردو ترجمہ

سرزمینِ شام

تعارف، تاریخی پس منظر و فضائل

ترجمہ
پروفیسر اسلم محمد

تخریج و تعلیق
ابو محمد عبداللہ اختر

نظرثانی
محمد ارشد کمال

مكتبه اسلاميه
MAKTABA ISLAMIA

مکتبہ اسلامیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

سرزمینِ شام

تالیف

ابن عبدالہادی المقدسی رحمہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر ام محمد

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Ph 0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

فہرست

عرضِ مترجم

بے شک اللہ تعالیٰ نے بعض انسان کو دوسروں انسانوں پر، بعض ایام کو دوسرے ایام پر فضیلت دی ہے اسی طرح بعض علاقوں کو بعض علاقوں پر فضیلت دے رکھی ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور شام وغیرہ۔ اسی کے پیش نظر حافظ ابن عبدالھادی نے ملک شام کے فضائل پر ایک مختصر کتابچہ لکھا ہے جس میں دو فصلیں ہیں۔

① فضائل شام کے بارے میں بعض روایات کا بیان۔

② وہ احادیث جن میں مشرق کی جانب سے فتنے اٹھنے کا ذکر ہے۔

اس کتابچے کو میں نے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ یہاں میں تین احباب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جن میں مکتبہ اسلامیہ کے مدیر مولانا محمد سرور صاحب (جنھوں نے اس کو شائع کرنے کی ذمہ داری لی) دوسرے میرے شوہر کے استاد محترم محمد ارشد کمال صاحب نے اس کتاب پر نظر ثانی کی اور تیسرے حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود اس کتاب کے لیے مقدمہ تحریر کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مجھ پر اپنی رحمت فرماتا رہے تاکہ میں اسی طرح دین کی خدمت کرتی رہوں۔

اُمِّ محمد بنت وزیر اکبر

تقدیم

الحمد للّٰه رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الأمین ، أما بعد:

اللہ رب العزت نے اس زمین پر بعض مقامات اور شہروں کو فضیلت وعظمت بخشی ہے، مثلاً: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور یمن وغیرہ۔ ان ہی میں سے ایک شام کی سرزمین بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

”(جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا:) اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔“ (۵/المائدۃ:۲۱)

امام قتادہ رحمہ اللہ ﴿الارض المقدسة﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”هِيَ الشَّامُ“ یعنی وہ مقدس زمین شام ہے۔ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری والدہ نے (میری پیدائش کے موقع پر) دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ((أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ)) جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“ [2]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ظہور کو ملکِ شام کے

---

[1] تفسیر طبری ٤/ ٤٥ وسنده حسن.

[2] مسند احمد ٤/ ١٢٧ ح ١٧١٥١ وسنده حسن ، دلائل النبوة للبيهقى ١/ ٨٣.

ساتھ خاص کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا دین بلادِ شام میں خوب مضبوط ہوگا۔ [1]

ایک حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) کتاب کا ایک ستون دیکھا جو میرے تکیے کے نیچے سے نکلا، پھر میں نے دیکھا کہ وہ بلند نور ہے جو شام کی طرف جا رہا ہے۔ یاد رکھو! جب فتنے بپا ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔'' [2]

مذکورہ دونوں حدیثیں سرزمین شام کی فضیلت و اہمیت پر دال ہیں اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ جب ہر طرف فتنہ و فساد ہوگا، ایمان ناپید ہو رہا ہوگا تو شام میں ایمان ہوگا جس سے اہل شام کے موحدین کی عظمت بھی ثابت ہو رہی ہے۔

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب قیامت سے پہلے حضرموت (شہر) یا حضرموت کے سمندر کی طرف سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (اس بارے میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''شام کو لازم اختیار کرنا۔'' [3]

مذکورہ احادیث اور اسی طرح کی بہت سی احادیث سے سرزمینِ شام کی

---

[1] تفسیر ابن کثیر ١/ ٤٤٤، طبع دار طيبة.

[2] دلائل النبوة للبيهقي ٦/ ٣٩٣، ح ٢٨٠٧، جزء أبي العباس الأصم: ٥١ وسنده حسن.

[3] سنن الترمذي: ٢٢١٧، مسند احمد ٢/ ٦٩، مصنف ابن ابي شيبة ٧/ ٤٧١، مسند ابي يعلى ٩/ ٤٠٥ وسنده صحيح، یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

فضیلت وعظمت اظہر من الشّمس ہے، لیکن اغیار و کفار کو یہ ایک آنکھ نہیں بھاتی، اسی لیے وہاں کے نہتے مظلوم و مجبور موحدین کو بربریت کا نشانہ بنایا جارہا، عورتوں کو بیوہ، بچوں کو ذبح اور کمزور بوڑھوں کو زمین پر گھسیٹا جارہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شام کے موحدین پر ایک عارضی آزمائش ہے جس سے زنگ اتر جائے گا اور ان لوگوں میں مزید ایمانی نکھار پیدا ہوگا، پھر نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اہل ایمان کا مرکز بنے گا۔ (ان شاء اللہ)

شام کی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر بہت سے اہل علم نے قلم کو جنبش دی، اس سلسلے میں امام سمعانی رحمہ اللہ کی ''فضائل الشام'' حافظ علی بن محمد، ابوالحسن الربعی کی ''فضائل الشام و دمشق'' اور حافظ ابن عبد الهادی کی ''فضائل الشام'' معروف و مشہور کتب ہیں۔ زیر نظر کتاب آخر الذکر ہی کا ترجمہ ہے جسے ہماری دینی بہن اُمّ محمد حفظہا اللہ نے بڑے احسن انداز سے اردو قالب میں ڈھالا اور محترم ابومحمد عبداللہ اختر صاحب نے تعلیق و تحقیق سے مزین کیا ہے۔ جزا هما الله خيراً

یہ ایک عمدہ کاوش ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کے ذریعے سے راہ راست سے ہٹے ہوؤں کو ہدایت نصیب کرے اور مؤلف، ناشر و معاونین و متعلقین وغیرہم کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر اشاعۃ الحدیث حضرو، اٹک

۱۱/اپریل/۲۰۱۶ء

محسن فارانی

شام (سوریا)

تعارف و تاریخی پس منظر

شام مغربی ایشیا میں واقع ایک تاریخی اسلامی ملک ہے۔ اس کے شمال میں ترکی، جنوب میں اردن، مشرق میں عراق، مغرب میں لبنان اور بحیرۂ رُوم اور جنوب مغرب میں اسرائیل کے زیر قبضہ فلسطین واقع ہے۔

شام، اَشُّوریہ اور سُوریا

جسے ہم اردو میں اب بھی ملک شام کہتے ہیں، عربی میں اس کا اصل نام سُوریا ہے اور اسے انگریزی میں Syria (سیریا) کہتے ہیں۔ یونانی اسے Syrioi کہتے تھے۔ یہ نام قدیم اَشُّوریہ (Assyria) سے ماخوذ ہے۔ اَشُّوری سلطنت پونے تین ہزار سال پہلے عراق، مغربی ایران، جنوب مشرقی و وسطی ترکی، لبنان، اردن، فلسطین، شمالی مصر اور شام پر محیط تھی اور اس کا دارالحکومت اَشُّور (Assur) دریائے دجلہ کے کنارے عراق میں واقع تھا۔

شامین، شام، ارام

قدیم عرب اس ملک کو شامین یا شام کا نام دیتے تھے جو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام (Shem) سے منسوب ہے، جن کی اولاد یہاں آباد ہوئی، چنانچہ عہد اسلام میں اسے شام ہی کہا جاتا رہا۔ اس کا ایک اور قدیم نام ارام یا اِرَم (Aram) تھا جو دراصل سام بن نوح علیہ السلام کے بیٹے کا نام تھا۔ قرآن کی سورۃ

فجر میں ارم کی اولاد میں قوم عاد کو عاد اِرَم کہا گیا ہے۔ اردو بائبل کے عہد نامہ قدیم میں اس ملک کا نام ارام (Aram) اور انجیل لوقا میں سُوریا (Syria) آیا ہے۔ جنگ عظیم اول (1914ـ18ء) کے بعد سے شام کا سرکاری نام سُوریا ہے۔

قدیم شام کی وسعت اور نبوی پیشگوئی

اسلامی دور میں شام کی حدود جنوبی ترکی سے شمالی سعودی عرب تک وسیع تھی اور اس میں موجودہ شام کے علاوہ ترکی کے جنوبی شہر (مصیصہ، حرّان، الرہا، دیار بکر، طرسوس، اضنہ اور انطاکیہ)، لبنان، اردن اور فلسطین شامل تھے۔ تبوک تک کا سعودی علاقہ بھی شام کا حصہ شمار ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی تھی: ''اے اللہ! ہمارے شام میں ہمارے لیے برکت عطا فرما۔'' یہ گویا فتح شام کی پیش گوئی تھی۔

قدیم ابلائی تہذیب

شمالی شام میں اِبلا (موجودہ تل مردیخ نزد اِدلب) سے دریافت ہونے والی 15 ہزار تختیوں سے ساڑھے چار ہزار سال قدیم ابلا تہذیب (Ebla Civilization) کے احوال معلوم ہوئے ہیں۔ ابلا بادشاہت جو 2500 ق م میں قائم ہوئی، 700 سال قائم رہی۔ فرعونوں کے آثار سے ابلا اور مصر کے تجارتی تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ اکاد (جنوبی عراق) کے بادشاہ سارگون ثانی نے 2260 ق م میں ابلا فتح کرلیا تھا۔

شام کے شہر اغاریت (موجودہ راس شمرا) میں چودھویں صدی ق م میں میخی حروفِ ابجد (Cuneiform Alphabet) ایجاد ہوئے جن کی ترتیب موجودہ حروف سے ملتی ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام شام میں

1800۔2000 ق م کے لگ بھگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام عراق سے حرّان آئے اور حرّان (ترکی) سے ہجرت کر کے شمالی شام کے شہر حلب (Aleppo) پہنچے اور یہاں ان کے دودھ تقسیم کرنے کے باعث اس کا نام حلب (دودھ) پڑ گیا تھا۔ حلب سے ابراہیم علیہ السلام فلسطین چلے آئے تھے۔

کنعانیوں سے کلدانی سلطنت تک

1000۔2000 ق م کے دوران میں یہاں کنعانیوں، فنیقیوں اور مصریوں کا قبضہ رہا۔ ان کے بعد یہاں ارامی، اشوری اور بابلی (کلدانی) قابض رہے۔ 1450 ق م کے بعد دمشق پر مصری، پھر ہتی اور پھر مصری حکمران رہے۔ ارامی سلطنت 1000 ق م سے 732 ق م تک قائم رہی۔ اس کا دارالسلطنت دمشق تھا۔ دسویں صدی ق م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں خلیج عقبہ سے دریائے فرات تک کے علاقے شامل تھے۔ کلدانی بادشاہ بخت نصر (Nebuchad nezzar) نے چھٹی صدی ق م کے اوائل میں شام فتح کر لیا تھا۔ قدیم شام کے مشہور شہر ارپد (تل ارنود)، حلب، قادس (Kadesh)، حماہ، دمشق اور تدمر (Palmyra) تھے۔

ذوالقرنین اور سکندر اعظم شام میں

چھٹی صدی ق م کے وسط میں ایرانی بادشاہ کوروش (یونانی نام سائرس Cyrus) نے شام فتح کر لیا جس کا نام ذوالقرنین اور اس کی فتوحات کا قرآن

(سورۂ کہف) میں ذکر آیا ہے۔ 333 ق م میں یونانی فاتح سکندر اعظم نے شام فتح کرلیا۔ پھر یہ یونانی سلیوکی سلطنت کا حصہ رہا جو سکندر کے جرنیل سلیوکس نے قائم کی تھی، اس کا دارالحکومت انطاکیہ (Antioch) تھا جو ماضی میں شام میں شامل تھا مگر اب ترکی کا حصہ ہے۔ پھر دمشق دارالحکومت بنا۔ سلیوکی سلطنت 311 ق م سے 65 ق م تک قائم رہی۔ سلیوکی بادشاہ انٹیوکس (انطاکس) اول نے 301 ق م میں انطاکیہ کی بنیاد رکھی تھی۔

شام رومی سلطنت میں

64 ق م میں رومیوں نے شام پر قبضہ کرلیا۔ اس دور میں 5 لاکھ آبادی کا شہر انطاکیہ روم اور سکندریہ کے بعد رومی سلطنت کا تیسرا بڑا شہر تھا۔ رومی سلطنت کا قیصر الگزینڈر سیوروس (235-222ء) شام کا باشندہ تھا۔ بت پرست رومیوں کی تین چار صدیوں میں شام کے شہروں بعلبک، انطاکیہ، دمشق اور بیت المقدس میں مشتری دیوتا (جیوپیٹر) کے مندر تعمیر ہوئے۔ بیت المقدس کا مشتری مندر دوسرے ہیکل سلیمانی کے کھنڈر پر بنایا گیا جسے 70ء میں رومی جرنیل ٹائٹس نے تباہ کردیا تھا۔

شام کی ملکہ زنوبیہ

پہلی سے تیسری صدی ق م تک شام کے شہر تدمر میں ایک عرب سلطنت قائم رہی جو سلطنت روم کی باجگزار تھی۔ تدمر ایک مشہور نخلستان تھا جس نے اہم تجارتی مرکز کی حیثیت حاصل کرلی تھی۔ یہاں کا حکمران رومیوں سے مل کر ایران کے خلاف جنگ کرتا رہا۔ وہ وفات پا گیا تو اس کی ملکہ زنوبیہ (زینب) 267 تا 272 ق م کاروبارِ

حکومت چلاتی رہی۔ اس کے مختصر عہد میں تدمر نے رومیوں سے آزادی حاصل کرلی۔ آخرکار رومی قیصر اورلیانس حملہ آور ہوا۔ اس نے زنوبیہ کو گرفتار کر کے روم بھیج دیا جہاں اسے ایک جاگیر دے دی گئی اور وہیں اس نے وفات پائی۔

شام میں عیسائیت

آگسٹس سیزر کے عہد میں 5 ق م میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت لحم (فلسطین) میں پیدا ہوئے۔ یہودیوں کی سازش اور دمشق کے رومی گورنر پُنطس پیلاطس کے حکم سے 25ء میں انھیں سولی چڑھانے کی کوشش کی گئی مگر اللہ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھالیا، پھر سینٹ پال کی کوشش سے شام میں عیسائیت پھیلنے لگی۔ جب قیصر قسطنطین اعظم (306ء تا 337ء) نے عیسائیت قبول کرلی اور دارالحکومت روم (اٹلی) سے قسطنطنیہ (سابق بیزنطیم) منتقل کرلیا تو شام کی بیشتر آبادی نے بھی عیسائیت قبول کرلی۔

رسول کریم ﷺ شام میں

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اپنے لڑکپن میں ایک تجارتی سفر کے سلسلے میں اپنے چچاؤں ابوطالب اور حارث کے ہمراہ شام کے شہر بُصری الشام آئے تھے جو دمشق سے تقریباً 100 کلومیٹر جنوب میں ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر 12 سال تھی۔ بُصریٰ میں آپ ﷺ کی ملاقات عیسائی راہب بحیرا سے ہوئی جس کا اصل نام برجیس تھا۔ بحیرا نے نبی ﷺ کو دیکھ کر پیش گوئی کی کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں، آپ ﷺ دونوں جہانوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔ قریشی سرداروں نے پوچھا کہ یہ بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی۔

بحیرا نے بتایا: ''جب آپ لوگ گھاٹی سے نکلے تو سارے درخت اور پتھر ان کے لیے سجدے میں چلے گئے۔ یہ کسی نبی ہی کو سجدہ کر سکتے ہیں۔ میں انھیں مہر نبوت سے بھی پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی نچلی جانب ہے۔''

اس نے ابوطالب سے کہا کہ اس بچے کی سلامتی کے لیے اسے فوراً واپس بھیج دیجیے، چنانچہ ابوطالب نے کسی کے ہمراہ آپ ﷺ کو مکہ روانہ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب چوبیس پچیس برس تھی تو آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام گئے تھے اور اس تجارت میں خاصا نفع ہوا تھا۔

دمشق کی عظیم الشان فتح

سیدنا خالد بن ولید اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے خلافت صدیقی میں 13ھ / 634ء میں دمشق پر لشکر کشی کی تھی مگر پھر جنگ اجنادین (جولائی 634ء) کے باعث انھیں دمشق کا محاصرہ ترک کرنا پڑا تھا۔ فتح اجنادین کے بعد خلافت فاروقی میں پھر دمشق کا جا محاصرہ کیا۔ پھر ذی قعد 13ھ/ جنوری 635ء میں جنگ بیسان میں رومیوں کو شکست دے کر ایک بار پھر مسلمان دمشق لوٹے اور محاصرہ نئے سرے سے شروع ہو گیا۔ آخر کار رجب 14ھ/ ستمبر 635ء میں دمشق کے دروازے مسلمانوں پر کھل گئے اور شہر فتح ہو گیا۔ پھر بعلبک اور حمص فتح ہو گئے۔

حلب اور انطاکیہ کی فتح

فتح یرموک کے بعد سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے قنّسرین کا رخ کیا اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حلب پر لشکر کشی کی۔ قنّسرین حلب کے جنوب میں قُوَیق ندی پر تھا۔ ان

دونوں شہروں کی فتح کے بعد انطاکیہ کی تسخیر عمل میں آئی جہاں ہرقل مقیم تھا۔ انطاکیہ کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام شمالی شام اور ساحلی علاقے فتح کر لیے اور ربیع الاخر 16ھ/مئی 637ء میں بیت المقدس کی فتح عمل میں آئی۔

رقّہ اور شمال مشرقی شام کی فتح

مدائن (عراق) کی فتح کے بعد عراق کی طرف سے سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے فرات کے کنارے واقع شام کا شہر رقّہ فتح کرلیا۔ رقّہ کے جنوب میں صِفّین کے کھنڈر ہیں جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکروں میں جنگ ہوئی۔ رقّہ کے بعد عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شام کے شہر جسرِ منبج اور راس العین فتح ہوئے۔ یہ فتوحات 17ھ/638ء میں عمل میں آئیں۔

یرموک کا تاریخ ساز معرکہ

مسلمانوں اور رومیوں کے مابین جنگ یرموک (رجب 15ھ/اگست 636ء) تاریخ اسلام کی شاندار جنگ تھی جس نے شام، فلسطین، مصر اور طرابلس (لیبیا) کی فتح کے دروازے کھول دیے۔ اس جنگ میں رومی عیسائیوں کی نفری 2 لاکھ تھی۔ 30 ہزار عیسائیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ زنجیریں باندھ رکھی تھیں تاکہ کوئی میدان سے نہ بھاگے۔ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد 33 ہزار تھی۔ باہان رومی افواج کی کمان کر رہا تھا۔

ادھر اسلامی لشکر کی قیادت اللہ کی تلوار (سیف اللہ) سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سنبھال لی۔ جنگ شروع ہوئی تو مجاہدین نے تلواروں کے خوب جوہر دکھائے اور دشمن کے کُشتوں کے پشتے لگا دیے۔ اس دوران میں 20 ہزار رومی گھڑسواروں

نے اسلامی لشکر کے پڑاؤ پر حملہ کیا تو مسلم خواتین نے خیموں کی چوبیں مار مار کر انھیں پیچھے دھکیل دیا۔ اتنے میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے شہسواروں کے ساتھ ان پر جا پڑے اور انھوں نے دس ہزار رومی آناً فاناً موت کے گھاٹ اتار دیے۔ اس کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور قیس بن ہبیرہ کے گھڑسواروں نے دشمن فوج پر زبردست حملہ کیا تو رومی الٹے پاؤں بھاگ اٹھے مگر بلندی سے دریائے یرموک کی گہرائی میں گر کر جہنم رسید ہوتے چلے گئے۔ ایک اندازے کے مطابق اس جنگ میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ رومی مارے گئے۔ آمنے سامنے لڑائی میں مرنے والے ان کے علاوہ تھے۔

ہرقل کا شام کو سلام

جب انطاکیہ میں قیصرِ روم ہرقل کو جنگ یرموک میں اپنے لشکر کی شکست فاش کا علم ہوا تو وہ یہ کہہ کر اپنے دارالسلطنت قسطنطنیہ لوٹ گیا: ''اے شام! تجھے الوداع کہنے والے کا سلام جسے امید نہیں کہ کبھی لوٹ کر تیری طرف آئے گا، کتنا اچھا ہے یہ ملک جو دشمن کے ہاتھ لگا ہے۔''

شام میں مدفون صحابہ کرام

حمص میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور خادم رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔ مسجد خالد بن ولید کے صحن میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ دفن ہیں۔ دمشق میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ (سفیر نبوی) کے مدفن ہیں۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ مقام مزہ (نزد دمشق) میں دفن ہیں۔
حلب میں بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (مؤذّن رسول) کا مدفن ہے۔

شام اسلامی دور میں

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے گورنر تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں پورے شام کا گورنر بنادیا۔ 37ھ/657ء میں صفین (شام) میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکروں میں غیر فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ 41ھ/660ء میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوجانے پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کو دارالخلافہ بنایا جو132ھ/749ء تک اموی خلافت کا دارالحکومت رہا۔ اموی دور میں عربی سرکاری زبان تھی جس نے تھوڑے عرصے میں یونانی اورارامی زبانوں کی جگہ لے لی۔

دمشق میں اموی خلافت

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنو امیہ سے تھے، انھوں نے 22رجب 60ھ/680ء کو وفات پائی اور دمشق میں باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان دفن ہوئے۔ ان کے جانشین یزید اور معاویہ ثانی (بن یزید) ہوئے۔ معاویہ ثانی کی وفات پر ذی قعد 64ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے عم زاد مروان اول بن حکم رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی۔ دمشق میں ان کے درج ذیل جانشینوں نے حکومت کی: عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز بن مروان، یزید ثانی بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک، ولید ثانی بن یزید ثانی، یزید ثالث بن ولید بن عبدالملک، ابراہیم بن ولید بن عبدالملک، مروان ثانی بن محمد بن مروان اول۔

شام عباسی خلافت میں

132ھ/750ء میں اموی خلافت کا خاتمہ ہوا اور عباسی خلافت قائم ہوئی

جس کا پہلا دارالخلافہ ہاشمیہ (عراق) تھا، پھر بغداد بنا۔ پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس عبداللہ سفّاح کا چچا عبداللہ بن علی 5 رمضان 132ھ کو دمشق میں داخل ہوا تو اس نے وہاں امویوں کا قتل عام کیا۔ اس نے نہرابی فطرس (فلسطین) کے کنارے امویوں کی لاشوں پر دسترخوان بچھایا۔ ابوجعفر منصور، مہدی، ہارون رشید، مامون اور معتصم باللہ مشہور عباسی خلفاء تھے۔ بغداد میں مستعصم باللہ آخری عباسی خلیفہ تھا جو 1258ء میں تاتاری حملے میں شہید ہوا۔

شام فاطمی، سلجوقی اور زنگی ادوار میں

887ء میں مصر کے بنوطولون شام پر قابض ہو گئے، پھر حمدانی (330ھ تا 406ھ)، فاطمی (406ھ تا 462ھ) اور سلجوقی (462ھ تا 518ھ) یکے بعد دیگرے یہاں حکمران ہوئے۔ فاطمیوں (عبیدی شیعوں) کا شام پر تسلط 977ء سے 1098ء تک رہا حتی کہ یورپی صلیبیوں نے ساحل شام پر قبضہ کرلیا، تاہم دمشق عبیدیوں کے تسلط میں رہا۔ 522ھ / 1128ء میں عمادالدین زنگی نے حلب فتح کیا اور 1154ء میں اس کے جانشین سلطان نورالدین زنگی نے دمشق پر قبضہ کر کے اسے عیسائیوں کے تسلط میں جانے سے بچایا اور اس کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

صلاح الدین ایوبی دمشق میں

سلطان نورالدین زنگی کی وفات (1174ء) پر دمشق کو صلیبیوں کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تو سلطان صلاح الدین ایوبی کو مصر سے دمشق آنا پڑا۔ اگلے چند برسوں میں انھوں نے صلیبی فرنگیوں کو واپس ساحل سمندر کی طرف دھکیل دیا۔ 1187ء میں سلطان نے جنگِ حطّین میں فتح پا کر بیت المقدس کو صلیبی قبضے سے

آزاد کرالیا۔ صلاح الدین نے 4 مارچ 1193ء کو دمشق میں وفات پائی اور جامع اموی کے شمال میں مدرسہ العزیزیہ میں دفن ہوئے۔

دمشق پر تاتاری اور تیموری حملے

658ھ / 1260ء میں ہلاکو خان تاتاری حلب اور دمشق پر قابض ہوگیا۔ مگر اسی سال مصر کے مملوک سپہ سالار رکن الدین بیبرس نے تاتاریوں کو عین جالوت (فلسطین) کی جنگ میں شکست دے کر مار بھگایا۔ 1400ء میں رافضی امیر تیمور نے حلب کو غارت کیا اور دمشق کو لوٹا اور اس کے حکم پر جامع اموی (دمشق) کو آگ لگادی گئی۔ تیمور دمشق کے تمام معمار اور کاریگر اپنے ساتھ سمرقند لے گیا۔

سلطان بیبرس عظیم مسلم فاتح

مصروشام اور حجاز کے مملوک سلطان رکن الدین الظاہر بیبرس عظیم مسلم فاتح تھے۔ ایک طرف انھوں نے 1260ء میں ہلاکو خان کے سپہ سالار کتبغا کو عین جالوت (فلسطین) میں شکست دی اور اسی سال وہ مصروشام اور حجاز ویمن کے حکمران بنے، دوسری طرف یورپی صلیبیوں سے شام، لبنان اور فلسطین کے بیشتر ساحلی شہر اور قلعے خالی کرالیے۔ بیبرس نے 1277ء میں قصر ابلق (دمشق) میں وفات پائی اور مدرسہ الظاہریہ میں دفن ہوئے۔

شام ممالیک اور عثمانی ادوار میں

1250ء سے 1516ء تک شام پر ممالیک (غلاموں) کی حکومت رہی جن کا دارالحکومت قاہرہ (مصر) تھا۔ بغداد کی تباہی (656ھ / 1258ء) کے بعد قاہرہ

میں عباسی خلافت کا سلسلہ جاری ہوا۔ مملوک سلاطین رکن الدین الظاہر بیبرس، سیف الدین قلاوون اور صلاح الدین خلیل الاشرف بن قلاوون نے صلیبیوں سے شام و فلسطین کے بقیہ ساحلی شہر اور قلعے آزاد کرالیے جن میں طرطوس، طرابلس، صور، صیداء اور بیروت شامل تھے۔ آخری قلعہ عکّا (Acre) 1291ء میں سلطان خلیل الاشرف نے فتح کیا۔

1516ء میں نویں عثمانی ترک سلطان سلیم اول نے پرتگالی صلیبیوں کا خطرہ بھانپ کر شام و مصر کو کمزور ممالیک حکمرانوں کے تسلط سے نکالنے کا آغاز کیا اور جنگ مرج دابق (نزد حلب) میں ممالیک کو شکست دے کر شام پر قبضہ کرلیا۔ پھر اگلے سال مصر و حجاز کے عثمانی سلطنت میں شامل ہونے سے خلافت بھی عثمانیوں کو منتقل ہوگئی اور سلیم اول قسطنطنیہ میں پہلا ترک خلیفہ بنا۔

فرانسیسی سامراج شام میں

انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ترکوں نے دمشق کو ریلوے لائن سے قسطنطنیہ کے ساتھ ملا دیا۔ 1908ء میں دمشق تا مدینہ ریل چلنے لگی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں اکتوبر 1918ء میں برطانوی فوجیں شام پر قابض ہوگئیں۔ پھر ایک خفیہ معاہدے کے تحت جولائی 1920ء میں فرانسیسی سامراج نے شام پر قبضہ کرلیا۔ 1946ء میں اسے آزادی ملی جبکہ فرانس نے 1941ء میں لبنان کو شام سے الگ کر کے آزاد کر دیا تھا۔ اس دوران میں 1943ء سے 1949ء تک شکری القوتلی شام کے صدر رہے۔

شام انقلابات کی سرزمین

مارچ 1949ء میں کرنل حسنی الزعیم نے حکومت کا تختہ الٹ دیا، یہ عرب دنیا کا پہلا فوجی انقلاب تھا۔ اسی سال اگست میں دوسرے فوجی انقلاب میں صدر حسنی الزعیم مارے گئے اور سامی حناوی صدر بنے۔ اس کے بعد کرنل ادیب ششکلی کی حکومت 1954ء تک قائم رہی، پھر انھیں ملک چھوڑنا پڑا۔ 1955ء میں شکری دوسری بار صدر بنے اور کئی وزارتیں بدلیں۔ شکری القوتلی کے دوسرے عہد صدارت میں 1958ء میں شام اور مصر کا اتحاد (متحدہ عرب جمہوریہ) عمل میں آیا مگر ستمبر 1961ء میں عبدالکریم نہلاوی نے فوجی انقلاب برپا کرکے مصر سے علیحدگی کا اعلان کردیا۔ 8 مارچ 1963ء کو اشتراکی جماعت حزب البعث کی شراکت سے شام میں فوجی انقلاب برپا ہوا۔ ڈاکٹر نورالدین العطاشی صدر اور یوسف زین وزیراعظم بنے۔ نومبر 1970ء میں وزیر دفاع حافظ الاسد نے اقتدار پر قبضہ کرلیا جن کا تعلق اقلیتی نُصیری فرقے سے تھا۔ جولائی 2000ء میں ان کی وفات پر ان کے بیٹے بشارالاسد جانشین بنے۔

شام یا سوریا مشرق وسطیٰ کا ایک اہم ملک ہے۔ اس کا مکمل نام الجمہوریۃ العربیۃ السوریہ ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ ریگستانوں اور بنجر زمین پر مشتمل ہے۔ اس کی ایک تہائی زمین کاشت کے قابل ہے۔ اس کے شمال اور مشرق میں دریائے فرات بہتا ہے جس کی وجہ سے ملک کا شمال مشرقی حصہ جو وسیع تر الجزیرہ کا حصہ ہے کچھ سرسبز ہے۔ شام کے اکثر بڑے شہر ساحل کے ساتھ یا دریائے فرات پر آباد ہیں۔ شام کا دارالحکومت دمشق لبنان کی سرحد کے قریب دریائے بردی پر

آباد ہے۔ لبنانی سرحد کے جبل الشیخ سے نکلنے والا یہ دریا دمشق کو سیراب کر کے مشرق میں صحرائے شام میں گم ہو جاتا ہے۔

شام کی خصوصیات

- شام کا دارالحکومت دمشق دنیا کا قدیم ترین دارالحکومت ہے جو کئی ہزار سال سے مسلسل آباد چلا آ رہا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ ایک بار لڑکپن میں چچا کے ساتھ اور دوسری بار تجارتی سفر کے دوران میں جنوبی شام کے شہر بُصریٰ تشریف لائے تھے۔
- شام کی نصف آبادی شہروں میں بستی ہے۔
- مختلف ادوار میں شام پر 25 سلطنتیں حکمران رہیں۔
- شام ان پندرہ ممالک میں شامل ہے جنھیں تہذیبی پرورش گاہیں (Cardles of Civilizations) کہا جاتا ہے۔
- عظیم مسلم فاتح سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شام کے شہر حمص میں وفات پا کر وہیں دفن ہوئے۔

شام ایک نظر میں

سرکاری نام: الجمہوریہ العربیہ السوریہ (شامی عرب جمہوریہ)

دارالحکومت: دمشق (Damascus)

رقبہ: 180,85,1 مربع کلومیٹر (رقبے میں دنیا کا 28 واں بڑا ملک)

آبادی: سوا دو کروڑ (بلحاظ آبادی دنیا کا 53 واں بڑا ملک)

یوم آزادی: 17 ستمبر 1943ء

صدر: بشارالاسد

وزیراعظم: وائل نادرالحلقی (2012ء سے)

قومی وسرکاری زبان: عربی

دیگر زبانیں: ترکی، ارمنی اور کُردی

سکہ: شامی پونڈ (لیرہ سُوریہ)

مذہب: مسلمان (87 فیصد)، عیسائی (10 فیصد)، دروز (3 فیصد)

فی کس آمدنی: 2877 ڈالر

شرح خواندگی: مرد (86 فیصد)، (خواتین: 6.73 فیصد)

ٹریفک: دائیں طرف

الجزیرہ: قدیم وجدید

یہ صحرائی سطح مرتفع ہے جو شام، عراق اور ترکی کی حدود پر دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان واقع ہے۔ یہ قدیم میسو پوٹیمیا (مابین النہرین) کا شمالی حصہ ہے۔ عہد ابراہیمی میں اسے فدّان آرام کہا جاتا تھا۔ یہاں سریانی اور کرد آباد ہوئے۔ کردوں نے اسے بہتان یا بوتان کا نام دیا۔ عہد جاہلیت اور صدرِ اسلام میں الجزیرہ مشرق میں دیارِ ربیعہ (شمال مغربی عراق)، مغرب میں دیارِ مُضر (شمال مشرقی شام) اور شمال میں دیارِ بکر (جنوبی ترکی) پر مشتمل تھا۔ اسے عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے 639-41ء میں فتح کیا۔ یہاں موصل اور حلب میں حمدانی اور زنگی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ ان دنوں الجزیرہ زیادہ تر شام کے دو صوبوں الحسکہ اور

دیرالزور کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں شمال سے فرات کا معاون خابور بہتا ہے۔ دیارِبکر، حرّان، نصیبین، موصل، رقہ اور حلب قدیم الجزیرہ کے مشہور شہر تھے۔

دورِخلافت میں شام میں علمی ترقی

اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان (65ھ تا 86ھ) خود فقیہ تھا۔ اس نے عربی کو دولت اسلامیہ کی دفتری زبان قرار دیا جس کے نتیجے میں عربی عالم اسلام کی علمی اور عوامی زبان بن گئی۔ اس نے عربی سکّے جاری کیے۔ اموی عہد کے علماء میں امام اوزاعی رحمہ اللہ اور رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ مشہور تھے۔ ابوتمام اور البحتری عباسی دور کے بلند پایہ شعرائے شام تھے۔ اسی دور میں مسیحی علماء یوحنا ابن ماسویہ اور حنین بن اسحٰق اور صابی ثابت بن قرہ نے طب، علم ہیئت اور ریاضی کی کتابوں کے یونانی سے سریانی میں ترجمے کیے جنھیں ان کے معاونین نے عربی میں منتقل کیا۔ اس دور میں رُوئی کو کاغذ بنانے میں استعمال کیا گیا۔ دسویں صدی عیسوی میں دمشق میں کاغذ کا ایک کارخانہ موجود تھا۔ جغرافیہ دان و سیاح شمس الدین مقدسی (م391ھ /1000ء) نے جغرافیے میں احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم تصنیف کی۔ وہ البشاری کے عرف سے مشہور ہوئے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

آٹھویں اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ 99ھ تا 101ھ 717/ء تا 719ء) کا منصب خلافت پر تقرر رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ کے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو دیے گئے مشورے اور سلیمان کی وصیت کے مطابق عمل میں آیا تھا۔ انھوں نے خلافت راشدہ کے نمونے پر دمشق میں عدل و انصاف سے حکومت کی اور سابقہ

اموی خلفاء کی بنائی ہوئی جاگیریں اور اموال بیت المال (سرکاری خزانے) میں شامل کردیے، اس لیے انھوں پانچویں خلیفہ راشد کہا جاتا ہے۔ ایک سازش کے تحت انھیں زہر دیا گیا۔ ان کا جانشین یزید بن عبدالملک 100 دن ان کی پیروی کرسکا، پھر اموی سابق خلفاء کے طرز پر حکومت کرنے لگا۔

دمشق: عباسی اور فاطمی خلافتوں میں

254ھ 868/ء میں عباسی خلیفہ معتز باللہ بن متوکل علی اللہ نے بخارا کے ترک احمد بن طولون کو مصر کا والی مقرر کیا۔ وہ زنج کی مسلسل بغاوتوں سے خلافت کی کمزوری بھانپ کر خودمختار ہوگیا اور اس نے 264ھ 878/ء میں دمشق پر قبضہ کرلیا۔ اس کے جانشین بیٹے خمارویہ کو 982ھ 896/ء میں دمشق میں قتل کردیا گیا۔ 289ھ 902/ء میں قرامطہ نے دمشق کا آن محاصرہ کیا تو خلیفہ مکتفی باللہ نے فوج بھیج کر انھیں ہتھیار ڈالنے اور محاصرہ اٹھانے پر مجبور کردیا۔ اس دوران میں مصر پر خاندان اخشیدیہ حکمران ہوچکا تھا، وہ 333ھ 945/ء میں دمشق پر بھی قابض ہوگئے۔ اگلے سال محمد الاخشیدی نے دمشق میں وفات پائی۔ پھر دمشق میں ابتری پھیلی تو محرم 360ھ/نومبر 970ء میں اس پر عبیدی (فاطمی) خلافت کا قبضہ ہوگیا جس کا ایک سال پہلے مصر پر تسلط ہوا تھا۔ 466ھ 1076/ء میں فاطمیوں کا ملازم ترکمان سردار اَتسِز دمشق پر قابض ہوگیا۔ 471ھ 1079/ء میں سلطان ملک شاہ سلجوقی کے بھائی تُتش نے دمشق فتح کرکے اتسز کو ہلاک کردیا۔ 488ھ 1095/ء میں تُتش اپنے بھتیجے سلطان رکن الدین برکیارق کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کے بیٹے جانشین بنے۔ رضوان والی حلب بنا اور دُقاق والی دمشق ٹھہرا

مگر عملاً حکومت کی باگ ڈور ترک اتابک ظہیرالدین تغتکین بُوری کے ہاتھ میں تھی۔ اگلی نصف صدی میں دمشق حسن بن صباح کے پیدا کردہ باطنی فتنے کا نشانہ بنا رہا۔ 523ھ 1129 /ء میں تاج الملوک بن تغتکین نے باطنیوں کے حامی وزیر ابوعلی الطاہر کو قتل کروادیا اور شہریوں نے کئی سو باطنی موت کے گھاٹ اتاردیے۔ باطنی ملاحدہ نے 525ء میں تاج الملوک بُوری کو اور 533ء میں شہاب الدین محمود کو شہید کردیا۔ آخرکار 549ھ 1154 /ء میں والیٔ حلب نورالدین زنگی نے دمشق پر قبضہ کرکے خاندان بُوریہ کا خاتمہ کردیا۔

زنگی، ایوبی اور مملوک دور کے شامی علماء

حافظ ابن عساکر دمشقی رحمہ اللہ (م 1176ھ) نے تاریخ دمشق الکبیر 80 جلدوں میں لکھی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے تاریخ اور شخصیات پر متعدد ضخیم کتابیں تصنیف کیں جن میں دول الاسلام، تاریخ الاسلام الکبیر، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال اور المشتبہ فی الاسماء والانساب والکنٰی والالقاب مشہور ہیں۔ جغرافیے میں یاقوت حموی (م 626ھ) نے معجم البلدان، والیٔ حماۃ ابوالفداء اسماعیل (م 732ھ۔1331ء) نے تقویم البلدان اور شہاب الدین ابن فضل اللہ عمری (م 749ھ) نے مسالک الابصار فی ممالک الامصار تصنیف کیں۔ قاضی ابن الخلکان نے مشاہیر اسلام کے سوانح میں وفیات الاعیان لکھی۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (م 728ھ) نے تفسیر قرآن کے علاوہ تاریخ کی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ رقم کی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م728ھ) عظیم مصلح تھے۔ الفتاویٰ اور الرسائل ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) نے مدارج

السالکین، اعلام الموقعین، شفاء العلیل، الفوائد، الطرق الحکمیّۃ اور الکافیۃ الشافیۃ لکھ کر شہرت پائی۔

شام کے پہاڑ، میدان اور دریا

شام کے شمال مغرب میں بحیرۂ روم کا زرخیز ساحلی میدان ہے۔ یہاں شام کی بندرگاہیں لاذقیہ (لطاکیہ) اور طرطوس واقع ہیں۔ مغرب کی طرف حدود لبنان میں جبال لبنان اور جنوب میں جبل شیخ واقع ہیں۔ ملک کی بلندترین پہاڑی چوٹی جبل شیخ 2814 میٹر بلند ہے۔ جبال لبنان برف پوش ہیں۔ شام کے بڑے دریا فرات اور اس کا معاون خابور اور دریائے العاصی ہیں۔ فرات اور خابور ترکی سے آکر شام میں بہتے ہیں۔ دریائے خابور البصیرہ (مشرقی شام) کے مقام پر فرات سے ملتا ہے اور فرات آگے عراق میں دریائے دجلہ سے جا ملتا ہے۔ دریائے العاصی لبنان سے شمال کو بہتا ہوا شام میں داخل ہوتا ہے اور پھر مغرب کو مڑ کر بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے۔ جنوب مشرقی شام کا بیشتر حصہ صحرائے شام پر مشتمل ہے۔ دریائے فرات پر بنایا گیا سدّ الاسد (اسد ڈیم) ملکی زراعت کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

عرب اسرائیل جنگیں اور شام

شام نے تین عرب اسرائیل جنگوں (1948ء، 1967ء، 1973ء) میں حصہ لیا۔ 1948ء کی جنگ آزادئ فلسطین کی جنگ تھی۔ 1967ء کی جنگ میں اسرائیل نے شام سے جولان کی پہاڑیاں چھین لیں۔ 1973ء کی جنگ میں شام نے مقبوضہ جولان کا بڑا حصہ آزاد کرا لیا مگر جنگ کے آخری مرحلے میں اسرائیل نے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ 6 ستمبر 2007ء کو اسرائیلی طیاروں نے شام کے مشرقی

صوبہ دیرالزور میں قائم نیوکلیئرری ایکٹر تباہ کردیا تاکہ شام ایٹمی قوت نہ بن سکے۔

شام کا نظام حکومت اور سیاسی تقسیم

شام میں صدر مملکت کے تحت دو نائب صدر اور وزیراعظم اور ان کی کابینہ ہے۔ قانون ساز ادارہ عوامی کونسل کہلاتا ہے۔ 1970ء سے اسد خاندان برسرِاقتدار ہے، اس لیے غیرملکی مبصرین اس نظام کو موروثی آمریت کہتے ہیں۔ ملک شام درج ذیل 14 صوبوں (محافظات) میں منقسم ہے: دمشق، ریف دمشق، قنیطرہ، درعا، السویداء، حمص، طرطوس، لاذقیہ (Latakia)، حماۃ، اِدلب، حلب (Aleppo)، الرقہ، دیرالزور، الحسکہ۔ صوبہ حطائی یا خطائی (Hatay) (دارالحکومت انطاکیہ) فرانسیسی استعماری دور میں جون 1939ء کے ریفرنڈم کے ذریعے ترکی میں شامل کیا گیا۔ یہیں سکندر اعظم کا آباد کردہ شہر اسکندرون خلیج اسکندرون کے ساحل پر واقع ہے۔ حکومت شام حطائی کو شام کا حصہ قرار دیتی ہے۔

اسد ڈیم

دریائے فرات پر اسد ڈیم (سدّ الاسد) پانی و بجلی کی فراہمی کا بہت بڑا منصوبہ ہے جو صدر حافظ الاسد کے عہد (1970۔99ء) میں مکمل ہوا۔ اس ڈیم سے بننے والی جھیل بحیرۃ الاسد کہلاتی ہے۔

شام کے تاریخی شہر

دمشق: علم و ادب کا مرکز دمشق واحد شہر ہے جو ہزاروں سال سے شام کا دارالحکومت چلا آرہا ہے۔ 41ھ/661ء سے 132ھ/749ء تک یہ دولت

امویہ کا دارالخلافہ رہا۔ پہلی جنگ عظیم 1914ـ18ء کے بعد یہ سُوریا کا دارالحکومت بنا۔ یہاں 4000 ق م کے شہر کے آثار ملتے ہیں۔ ارامی دور میں دمشق کے بازار خطوط مستقیم میں ایک دوسرے کو قطع کرتے تھے۔ یہاں اموی مسجد کے صحن میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک دفن ہے جنھیں بیت المقدس میں شہید کردیا گیا تھا۔ قلعہ دمشق، تکیہ سلطان سلیم اور مدرسہ الظاہریہ (موجودہ الظاہریہ لائبریری) کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ یہ مدرسہ سلطان رکن الدین الظاہر بیبرس نے قائم کیا تھا۔ ستمبر میں یہاں دمشق عالمی میلہ اور مئی میں عالمی پھول میلہ لگتا ہے۔

حلب: سیدنا ابراہیم علیہ السلام فلسطین جاتے ہوئے حلب سے گزرے تھے۔ اسکندر اعظم نے 333 ق م، رومیوں نے 65 ق م اور عربوں نے 637ء میں حلب فتح کیا۔ یہ شہر حمدانی اور زنگی سلطنتوں کا دارالحکومت رہا۔ آبادی کے لحاظ سے حلب شام کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ بڑا صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔ یہاں ستمبر میں کپاس میلہ منعقد ہوتا ہے۔ مملوک سلطان خلیل الاشرف کے تعمیر کردہ قلعہ حلب میں دو مقامات ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہیں۔ قلعے میں ایک صندوق میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے سر کا ایک حصہ دفن ہے جبکہ جامع مسجد حلب میں سیدنا زکریا علیہ السلام مدفون ہیں۔

بصریٰ الشام: یہ جنوبی شام میں اردن کی سرحد کے پاس واقع ہے۔ یہاں بحیرا نامی مسیحی راہب نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیش گوئی کی تھی۔ یہاں کا بُصریٰ میلہ (ستمبر) مشہور ہے۔

لاذقیہ (Latakia): نہر الکبیر الشمالی کے دہانے کے قریب یہ شام کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ یہاں پھولوں کا میلہ لگتا ہے۔ یونانی بادشاہ سلیوکس اول نے

اپنی ماں کے نام پر اس کی بنیاد رکھی تھی۔ بُصریٰ عہدِ فاروقی میں 17ھ میں فتح ہوا۔

طرطوس: ساحل شام پر واقع اس تاریخی بندرگاہ میں ان دنوں روس کا بحری اڈا قائم ہے۔ یہ جزیرہ رواد (سابق ''ارواڈ'') کے بالمقابل واقع ہے۔ عراقی تیل کی پائپ لائن طرطوس پہنچتی ہے۔ یہ 17ھ-638ء میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فتح ہوا۔ اس کا قدیم نام اُنطردوس تھا۔ 1099ء سے طرطوس پر صلیبی قابض رہے حتیٰ کہ مملوک سلطان خلیل الاشرف نے 1291ء میں اسے آزاد کرالیا۔

ریگستان کی دلہن

تدمر: یہ شہر صحرائے شام کے اندر واقع ہے، اس لیے اسے عروس صحرا (ریگستان کی دلہن) کہا جاتا ہے۔ تیسری صدی عیسوی میں تدمر شام کی عرب مملکت کا دارالحکومت رہا جس کی ملکہ زنوبیا (زینب) نے رومیوں کا مقابلہ کر کے شہرت پائی۔ یہاں بھی مئی میں روایتی میلہ لگتا ہے۔

رقّہ

یہ شمالی شام میں فرات کے کنارے مشہور شہر ہے۔ سلیوکی یونانیوں نے اسے آباد کیا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے اسے اپنا گرمائی دارالحکومت بنایا۔ یہاں قصر السلام کی بنیاد رکھی اور یہ مدینۃ الرشید کہلایا۔ تاتاریوں نے اسے تباہ کردیا۔

اموی مسجد گرجے سے مسجد کیسے بنی؟

اس مسجد کی جگہ عہد قدیم میں مشتری دیوتا (Jupeter) کا مندر تھا۔ جب

یہاں عیسائی قابض ہوئے تو انھوں نے بت کدے کو گرجا بنا لیا۔ فتح دمشق (635ء) کے وقت ایک جانب سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا لشکر اور دوسری جانب سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر شہر میں داخل ہوئے اور دونوں سالار گرجے کے وسط میں ملے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گرجے کے جس حصے پر فاتحانہ قبضہ کیا، وہ مسجد قرار پایا جبکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے صلح کی تھی، لہٰذا دوسرا حصہ بدستور گرجا ٹھہرا۔ بعد میں اموی خلیفہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کے لیے باب توما (Gate of Thomas) میں نیا گرجا بنادیا تو عیسائیوں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا۔ یوں وہ پوری عمارت مسجد اموی بن گئی۔

شام میں عیسائی

چوتھی صدی عیسوی کے آخر تک شام کے بیشتر باشندے عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ ساتویں صدی عیسوی میں فتوحات اسلامی کا دائرہ پھیلا تو تھوڑے عرصے میں اہل شام کی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا، تاہم آج بھی دس فیصد شامی باشندے عیسائی ہیں۔ شام وعراق کی مشہور سیاسی جماعت حزب البعث کی بنیاد مائیکل عفلق نامی شامی عیسائی نے رکھی تھی۔ شام کی حالیہ خانہ جنگی میں عیسائی ظالم بشار حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی علمی خدمات

امام ابن تیمیہ (متوفی 1328ء) تقی الدین احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ بہت بڑے عالم، مصنف، مفتی اور مصلح تھے۔ وہ 1263ء میں حران (ترکی) میں پیدا ہوئے۔

بیس برس کی عمر ہی میں ان کا شمار بڑے علماء میں ہونے لگا۔ انھوں نے غلط عقائد کا رد کیا۔ مخالفین اور حکمرانوں کے ہاتھوں امام کو قید و بند کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فقہ میں امام حنبلؒ کے پیروکار تھے۔ انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، لغت، فلکیات، الجبرا، ریاضی اور تقابلِ ادیان پر 500 سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ وہ دمشق میں قید خانے میں فوت ہوئے۔ دمشق پر تاتاری حملے (1303ء) کے وقت انھوں نے تلوار سے جہاد کیا۔

چار نامور شامی علماء

① ابن القیم الجوزیہ (متوفی 1350ء): یہ عالم اور مصنف تھے۔ ابن الجوزیہ ازرع (نزد دمشق) میں پیدا ہوئے۔ زاد المعاد (آخرت کا زادِ راہ) ان کی مشہور کتاب ہے۔ ان کا خاندان جوز (اخروٹ) کی تجارت کے باعث جوزیہ مشہور ہوا۔

② ابن قدامہ مقدسی: (متوفی 1223ء) یہ تیس سے زائد کتابوں کے مصنف اور حنبلی فقیہ تھے، المغنی، الکافی، المقنع ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ مغارہ توبہ (دمشق) میں دفن ہوئے۔ ان کے اسی نام سے مشہور چھوٹے بھائی ابن قدامہ (م 682ھ / 1283ء) نے ''المقنع'' کی شرح ''الشافی'' کے نام سے لکھی۔

③ ابوالوفا طرابلسی: یہ حلب میں پیدا ہوئے اور وہیں 1437ء میں فوت ہوئے۔ 13 کتابوں کے مصنف تھے۔

④ محمد امین ابن عابدین شامی: دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں 1836ء میں وفات پائی۔ ردالمحتار علی الدر المختار (الحاشیہ) ان کی مشہور کتاب ہے۔ یہ حنفی فقیہ تھے۔

شام کا بحران اور خانہ جنگی

شام پر فرانسیسی تسلط کے دوران میں جہاں مغربیت کو فروغ ملا، وہیں فرانس نے ایک منحرف اقلیتی گروہ ''نُصیریوں'' کو ''علوی'' قرار دے کر ان کی سرپرستی کی اور انھیں خصوصی طور پر انتظامیہ، فوج اور پولیس میں بھرتی کیا، چنانچہ 1969ء میں نصیری وزیر دفاع لیفٹیننٹ جنرل حافظ الاسد نے حکومت پر قبضہ کر کے اپنی آمریت مسلط کر دی۔ اس نے 1982ء میں حماۃ میں سنّی مظاہرین پر ٹینک چڑھا دیے اور اس میں 40 ہزار افراد شہید ہوئے۔ اس کا جانشین بشار الاسد ''عرب بہار'' (مارچ 2011ء) سے ٹینکوں اور طیاروں سے عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ جیش الحرّ اور جبهة النصرہ نصیری حکومت کے خلاف سرگرم ہوئے۔ ایران اور روس نے بشار الاسد کی پُشت پناہی کی۔ ترکی اور سعودی عرب جیش الحر کے طرفدار بنے۔ اس کے نتیجے میں ایک متشدد اور خارجی ذہنیّت کا گروہ الدولۃ الاسلامیۃ فی العراق والشام (داعش) کے نام سے شمالی عراق (موصل) اور شمال مشرقی شام (رقہ) پر قابض ہو گیا اور ابوبکر بغدادی ان کا خلیفہ ٹھہرا۔ اسے کچلنے کے نام پر صلیبی ممالک روسی، امریکی، فرانسیسی اور برطانوی طیارے شام کے شہروں، قصبوں اور دیہات پر بمباری کر رہے ہیں۔ روس طرطوس میں اپنا بحری اڈا اور لاذقیہ میں فوجی اڈا قائم کیے ہوئے ہے۔ نیز شام کے سمندر میں گیس کے بھاری ذخائر پر قبضے کے لیے وہ بشار کا پشت پناہ ہے۔ 80 لاکھ شامی عوام ہمسایہ ملکوں، ترکی، اردن، لبنان میں پناہ گزیں ہیں جبکہ دس لاکھ سے زیادہ یورپ میں پناہ لے چکے ہیں اور بحیرۂ روم میں کشتیاں ڈوبنے سے سینکڑوں شامی سمندر میں

ڈوب چکے ہیں۔ چند ماہ پہلے عیلان کردی نامی معصوم شامی بچے کی لاش ساحل ترکی پر پڑی ملی تو دنیا کے سوئے ہوئے ضمیر نے جھرجھری لی اور گزشتہ فروری سے متحارب فریقوں اور امریکہ و روس نے بمباری روک کر عارضی جنگ بندی شروع کی ہے جو اللہ کرے مستقل ہو جائے اور مظلومانِ شام کا خون بہنا بند ہو سکے۔

شام کے کھانے

شامیوں کے مرغوب کھانے درج ذیل ہیں:

شیش کباب: عثمانی دور میں اسے ترکوں نے رواج دیا۔

یبرق (Yabraq): زیتون کے تیل میں پکا گوشت یا سبزیوں کا آمیزہ انگور کے پتوں میں لپیٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کا ترکی نام دولمہ (بھرتا) ہے۔ اسے دہی کے ساتھ کھاتے ہیں۔

تبولہ (Tabboulah): یہ شامی سلاد ہے۔

لبنہ: یہ دودھ دہی سے تیار کردہ مکھن ہے۔

شوارما، مجدرہ، شمکلیش، کبّہ اور حُمّس بھی پسندیدہ شامی کھانے ہیں۔

بقلاوہ: یہ شہد میں رچی پیسٹری ہے جس میں مغزیات کی کترن ڈالی جاتی ہے۔

مازی (Maze): عربی روٹی خبز ہمیشہ مازی کے ساتھ کھاتے ہیں۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ

ولادت:

حافظ شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الہادی بن قدامہ مقدسی الحنبلی ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ①

اساتذہ وتلامذہ:

حافظ ابن عبد الہادی نے اپنے دور کے نامور اساتذہ فن سے جملہ علوم اسلامیہ میں تحصیل کی اور تمام علوم میں کمال پیدا کیا۔ آپ نے حدیث کی تحصیل حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن المزی (م۷۴۲ھ) سے کی اور دس سال تک حافظ المزی کی صحبت میں رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاص طور پر فنون حدیث و رجال میں اقرن پر فائق تر ہوگئے اور ان فنون میں اس قدر مہارت حاصل کی کہ حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) اور آپ کے استاد حافظ المزی آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ ②

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور کافی عرصہ شیخ الاسلام کی صحبت رہے۔ ۷۲۱ھ میں آپ نے امام فخر

---

① البدایه والنهایه ج ۱٤، ص ۲۱۱.

② الدرر الکامنه ج۳، ص ۳۳۱.

الدین رازی (٦٠٦ھ) صاحب تفسیر کبیر کی کلامی کتاب ''الاربعین'' کا درس لیا اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس پر تصنیفات بھی لکھیں۔ ①

فضل وکمال:

حافظ ابن عبد الہادی فن رجال اور علل حدیث میں خاص طور پر مہارت اور بصیرت رکھتے تھے۔ اصول حدیث، اصول فقہ اور علوم عربیت میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے اور مذاہب اسلامیہ پر خاص طور پر تفقہ حاصل کیا تھا۔

حافظ ابن رجب بغدادی (م ٧٩٥ھ) لکھتے ہیں:

"ولازم الشيخ تقى الدين ابن تيميةؒ مدة وقراء عليه قطعة من الاربعين فى اصول الدين اللزازى"

''شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی صحبت میں عرصہ تک رہے اور ان سے امام رازی کی کتاب الاربعین فی اصول الدین کا کچھ حصہ پڑھا۔'' ②

وفات:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابن عبد الہادی تین ماہ سل کے بخار اور پھوڑے میں مبتلا رہنے کے بعد ١٠ جمادی الاولیٰ ٧٤٤ھ کو ٤٠ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

تصانیف:

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

① حیات ابن تیمیه، ص: ٧٦٨.

② تاریخ دعوت وعزیمت، ج ٢، ص ٤٠٥۔

١. تنقیح تحقیق فی احادیث التعلیق .
٢. المحر الاختصار الالمام .
٣. الصارم المنکی فی الرد علی السبکی .
٤. العقود والدریه فی مناقب شیخ الاسلام احمد بن تیمیه .
٥. الاحکام الکبری (٧ جلد)
٦. کتاب العمدة فی الحفاظ (٢ جلد)

(ماخوذ: امام ابن تیمیہ اوران کے تلامذہ، تالیف عبدالرشید عراقی)
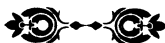
فصل: 1

فضائل شام کے بارے میں (آیات اور روایات)

......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ﴾ (۱۷/ الاسراء: ۱)

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد و پیش کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے۔''

......اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖٓ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا﴾

(۲۱/ الأنبیاء: ۸۱)

''اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔''

......اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ﴾

(۵/ المائدۃ: ۲۱)

''اے قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔''

✿ ......اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ۝﴾

(۲۱/ الانبیاء:۷۱)

''اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس سرزمین میں لے آئے جس میں ہم نے تمام مخلوق کیلئے برکت رکھی ہے۔''

◆ ۱:...... اور جناب نافع سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا))

((بها الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

''اللہ! ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ کئی بار کہا پس جب آپ نے تیسری یا چوتھی بار کہا تو انھوں (لوگوں) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے عراق میں بھی (برکت ہو)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔''

یہ حدیث صحیح ہے اسے بخاری[1]، ترمذی[2] اور طبرانی[3] نے روایت کیا ہے اور یہ مذکورہ الفاظ اسی (طبرانی) کے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری، ح: ۱۰۳۷.

[2] جامع ترمذی، ح: ۳۹۵۳.

[3] المعجم الكبير، ج۱۲، ص ۳۸٤.

۲:...... اور اعمش نے عبداللہ بن ضرار اسدی سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((قَسَمَ اللّٰهُ الْخَيْرَ ، فَجَعَلَ تِسْعَةَ أَعْشَارِهِ فِي الشَّامِ ، وَبَقِيَّتَهُ فِي سَائِرِ الْأَرْضِ وَقَسَّمَ الشَّرَّ فَجَعَلَ جُزْءًا مِنْهُ فِي الشَّامِ وَبَقِيَّتَهُ فِي سَائِرِ الْأَرْضِ))

''اللہ نے خیر کی تقسیم کی تو اس کے نو حصے شام میں رکھ دیے اور باقی ساری زمین میں اور اس نے شر کو تقسیم کیا تو اس کا ایک حصہ شام میں اور باقی ساری دنیا میں (رکھ دیئے)۔''

اور اسے طرح امام احمد [1] نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

۳:...... اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد (بیٹھے) کاغذ کے ٹکڑوں سے قرآن مجید جمع کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوبَى لِلشَّامِ))

''شام کے لیے بھلائی اور خیر ہے۔''

عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کس لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا))

---

[1] تنبیہ:...... مسند احمد میں یہ روایت موجود نہیں۔ واللہ اعلم. المعجم الکبیر للطبرانی: ۹/ ۱۷۷ ح:۸۸۸۱ ، وسنده ضعيف لضعف عبدالله بن ضرار .

''بے شک رحمٰن کے فرشتے اس (شام) پر اپنے پرَ پھیلائے ہوئے ہیں۔''

اسے امام احمد[1] ترمذی[2]، اور طبرانی[3] نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح (بخاری) کی شرط پر ہے۔☆

۴ :...... اور سالم بن عبداللہ اپنے والد (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ))

''عنقریب قیامت سے پہلے حضرموت سے یا حضرموت کی طرف سے آگ نکلے گی، جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ'' تم شام کو لازم پکڑو۔''

---

[1] مسند احمد ج ٣٥ ص ٤٨٤، رقم: ٢١٦٠٨.

[2] جامع ترمذی، ح: ٣٩٥٤.

[3] المعجم الکبیر، ج ٥ ص ١٥٨.

☆ اس حدیث میں یہ واضح بیان موجود ہے کہ قرآن پاک ایک دفعہ میں ہی جمع نہیں ہوا بلکہ اس کا کچھ حصہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جمع کر لیا گیا تھا جیسا کہ درج بالا حدیث سے ثابت ہے، اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا گیا اور اسی طرح آخری دفعہ یعنی تیسری بار مع سورتوں کی ترتیب کے ساتھ مرتب ہوا۔ یہ مبارک عمل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔

اسی طرح اس حدیث میں شام کے تحفظ کے لیے شام کو رحمت کے فرشتوں نے اپنے پروں میں گھیر رکھا ہے تاکہ شام کی زمین کفر، موذی اشیاء اور مہلک چیزوں سے محفوظ رہے اور یہاں برکات کا نزول ہوتا رہے۔

اسے امام احمد① اور ترمذی② نے روایت کیا ہے اور (ترمذی نے) کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

⑤:...... اور ابوادریس خولانی (تابعی) سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّكُم سَتَجِدُوْنَ أَجْنَادًا، جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ))

"بیشک تم لشکروں میں ایک لشکر شام میں پاؤ گے، ایک لشکر عراق اور ایک لشکر یمن میں پاؤ گے۔"

پس حوالی نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے حکم فرمایئے (کہ میں کسے اختیار کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ، فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ، وَيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فَانَّ اللَّهَ قَدْ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ))

شام کو لازم پکڑلو، پس جس نے انکار کیا تو اسے چاہیے کہ اپنے یمن چلا جایئے اور وہاں کے تالابوں سے پانی پیئے پس بیشک اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کی میرے لیے کفالت فرمائی ہے۔"

پس ابوادریس خولانی اس حدیث کو بیان کرتے وقت ابو عامر کی طرف متوجہ

① مسند احمد، ج ۹ ص ۲۷٦، رقم: ۵۳۷٦، ج۸ص ۱۳٤، رقم: ٤۵۳٦.

② جامع ترمذی، ح: ۲۲۱۷.

ہوتے تو فرماتے: جس کا اللہ کفیل بن گیا وہ ضائع نہ ہوگا۔''☆

حافظ ابوعبداللہ مقدسی نے کہا: یہ حدیث مشہور ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور بلاشبہ اسے عبداللہ بن حوالہ سے کئی ایک نے روایت کیا ہے۔ ①

❻:...... اور بھز بن حکیم اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے کہاں (جانے کا) حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرف، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔

اسے امام احمد②، نسائی③ اور ترمذی④ نے روایت کیا ہے اور اس (ترمذی) نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❼:...... اور بکار بن تمیم مکحول سے وہ سیدنا واثلہ بن (الاسقع) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدنا حذیفہ بن یمان

☆ اس حدیث میں علیکم بالشام کے الفاظ ایک بار بیان ہوئے ہیں جبکہ مسند احمد میں علیکم بالشام کے الفاظ تین بار آئے ہیں یعنی شام کو لازم پکڑنے پر زور دیا گیا ہے۔

قیامت سے پہلے سیدنا عیسی علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا، اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کو بھی لازم قرار دیا گیا ہے اور جو شخص شام کا علاقہ نہ پائے اسے یمن کی طرف رخت سفر باندھ لینا چاہیے۔

① الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، ح: ٧٣٠٦، المستدرك للحاكم: ج ٤ ص ٥١٠.

② مسند احمد ج ٣٣ ص ٢٣٣ رقم: ٢٠٠٣١.

③ یہ روایت سنن الکبریٰ میں موجود نہیں ہے۔

④ جامع ترمذی: ٢١٩٢ وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح.

اور معاذ بن جبل کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا، اور وہ دونوں (آپ سے کسی جگہ) رہنے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے، پس آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پھر آپ سے پوچھا تو بھی آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پھر آپ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ فَإِنَّهَا صَفْوَةُ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُسْكِنُهَا خِيَرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ، وَيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ))

''شام کو لازم پکڑو، بے شک یہ اللہ عزوجل کے پسندیدہ شہروں میں سے ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق رہتی ہے پس جس نے (اس میں رہنے سے) انکار کیا تو اسے چاہیے کہ یمن چلا جائے اور وہاں کے تالابوں کا پانی پیئے، بیشک اللہ عزوجل نے شام اور اہل شام کی میرے لیے کفالت فرمائی ہے۔''

اور اسی حافظ یحییٰ بن صاعد نے اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ [1]

❽:...... اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] المعجم الكبير للطبراني، ج ٢٢ ص ٥٨، ح: ١٣٧ ۔

تنبیہ: ...... اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے: (۱) بشر بن عون اور بکار بن تمیم دونوں مجہول ہیں۔ (میزان الاعتدل، لسان المیزان) (۲) الولید بن حماد الرملی ضعیف ہے۔ (الارشاد از خیلی، ج ۱ ص ٤٠٩)

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ احْتُمِلَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مَذْهُوبٌ ، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي ، فَعُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ ، أَلَا وَانَّ الْإِيمَانَ حِينَ تَقَعُ الْفِتْنَةُ فِي الشَّامِ))

''میں سورہا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے کتاب کا ستون (ایمان) اٹھا لیا گیا ہے پس میں نے یقین کرلیا کہ واقعتاً وہ کھینچ لیا گیا ہے چنانچہ میں نے اپنی نگاہ اس کے پیچھے دوڑائی تو دیکھا وہ شام کی طرف جارہا تھا۔خبردار! ایمان فتنے کے واقع ہونے کے وقت شام میں ہوگا۔''☆

اسے امام احمد[1] نے روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے اور میری نزدیک اس کی سند بخاری کے معیار کی ہے۔ واللہ اعلم

۹:...... اور امام طبرانی نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَخَذُوا عَمُودَ الْكِتَابِ ، فَعَمَدُوا بِهِ الَى الشَّامِ ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ فَالْأَمْنُ بِالشَّامِ))

''میں نے (خواب میں) دیکھا کہ کتاب کا ستون (ایمان) اٹھا لیا گیا ہے

☆ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کے ذریعے کتابوں کے ستون یعنی ایمان کے ختم ہونے کی نشانی دکھائی گئی ہے۔ اس قسم کی علامات قیامت کے وقوع پذیر ہونے کی علامات میں سے ہے اسی لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کی طرف ہجرت کرنے کا فرمایا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے اور یہ بھی وحی کی ایک قسم ہے۔

[1] مسند احمد، ج۳۶، ص ۶۲، ح: ۲۱۷۳۳.

تو وہ شام کی طرف جارہا ہے۔پس جب فتنے واقع ہوں گے تب شام میں امن ہوگا۔"[1]

⑩:...... اور اسی طرح انھوں نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ انْتُزِعَ مِنْ تَحْتِ وَسَادَتِي ، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي ، فَاذَا هُو نَارٌسَاطِعٌ ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ يَهْوَى بِهِ فَعُمِدَ بِهِ الَى الشَّامِ ، وَانِّي أَوَّلْتُ أَنَّ الْفِتَنَ إِذَا وَقَعَتْ أَنَّ الْإِيْمَانَ بِالشَّامِ))

"میں نے کتاب کا ستون دیکھا جو میرے تکیے کے نیچے سے کھینچا جارہا تھا تو میں نے اپنی نگاہ اس کے پیچھے لگائی تو ناگہاں،وہ چمکتی ہوئی آگ تھی حتی کہ میں نے یقین کرلیا کہ واقعتاً اسے جھکا دیا جائے گا اور وہ شام کی طرف جارہا ہے اور میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ بیشک جب فتنے واقع ہوں گے تب ایمان شام میں ہوگا۔"[2]

⑪:...... اور اسی طرح انھوں نے سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِى بِى عَمُودًا أَبْيَضَ كَأَنَّهُ لُؤْلُؤَةٌ تَحْمِلُهُ

---

① المعجم الاوسط للطبرانی ، ج۳، ص۱۲۷ ، ح: ۲۶۸۹ .

② المعجم الكبير للطبرانی ، ج۸ص۱۷۰ ح:۷۷۱٤ وسنده ضعیف لضعف عفیربن معدان

الْـمَلائِكَةُ ، قُلْتُ: مَاتَحْمِلُونَ؟ قَالُوا:عَمُودَ الاسْلامِ أُمِرْنَا أَنْ نَـضَـعَـهُ بِـالشَّـامِ۔ وَبَيْـنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ اخْتُـلِـس مِـنْ تَحْتِ وِسَادَتِي ، وَظَنَنْتُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ تَخَلَّى مِـنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِى ، فَاذَا هُو نُورٌ سَاطِعٌ بَيْنَ يَدَىَّ ، حَتَّى وُضِعَ بِالشَّامِ))

''میں نے شب معراج کوسفید ستون دیکھا گویا کہ وہ موتی ہے اور اسے فرشتوں نے اٹھا رکھا تھا، میں نے ان سے کہا: تم نے کیا اٹھایا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے اسلام کا ستون اٹھایا ہوا ہے۔ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کو شام میں رکھیں اور اس دوران کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میرے تکیہ کے نیچے سے کتاب کا ستون چرالیا گیا ہے میں نے گمان کیا کہ بے شک اللہ اہل زمین سے دست بردار ہو گیا ہے پس میں نے اپنی نگاہ اس کے پیچھے لگائی تو اچانک وہ میرے سامنے چمکتا ہوا نور تھا یہاں تک کہ اسے شام میں رکھ دیا۔پس ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! (جب ایسا ہو تو) میرے لیے حکم کیجیے۔آپ نے فرمایا: ((عَـلَيْكَ بِالشَّامِ)) شام کو لازم پکڑ لو۔''[1] ☆

[1] مجمع الزوائد ج ١٠ ص ٢٧ ، دارلکتب العلمية

☆ اس حدیث میں شام کی فضیلت کے پیش نظر اللہ کے نبی ﷺ کو شب معراج کو سفید ستون (ایمان) دکھایا گیا اور پوچھنے پر فرشتوں نے بتایا کہ اس ستون کو شام میں رکھا جائے گا۔اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن حوالہ (الازدی) رضی اللہ عنہ کو شام کو لازم پکڑنے کی نصیحت کی کیونکہ جب فتنے برپا ہوں گے تو شام اور اہل شام امن میں ہوں گے۔

⑫:...... اور اسی طرح انھوں نے عفیر بن معدان سے، اس نے سلیم بن عامر، اس نے سیدنا ابو امامہ (باہلی) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الشَّامُ صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ بِلَادِهِ إِلَيْهَا يَجْتَبِي صَفْوَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الشَّامِ إِلَى غَيْرِهَا فَبِسَخَطِهِ، وَمَنْ دَخَلَهَا مِنْ غَيْرِهَا فَبِرَحْمَتِهِ))

''شام اللہ کے پسندیدہ شہروں میں سے ہے، اس کی جانب اس کے چنے ہوئے بندے آئیں گے۔ پس جو ملک شام سے کسی اور ملک کی طرف نکلا تو اس (اللہ) کی ناراضی سے (نکلا) ہے اور جو کسی دوسرے (ملک) سے (نکل کر اس میں) داخل ہوا تو وہ اس کی رحمت سے (داخل ہوا) ہے۔''[1]

⑬:...... اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ہمیں عبدالصمد نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں حماد نے جریری سے، اس نے ابوالمشاء لقیط بن المشاء سے، اس نے سیدنا ابو امامہ (باہلی) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اہل عراق کے اچھے لوگ شام کی طرف نہ چلے جائیں اور شام کے شریر لوگ عراق کی طرف نہ چلے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) تم پر شام لازم ہے۔''[2]

⑭:...... اور صحابی رسول سیدنا خریم بن فاتک الاسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

[1] المعجم الكبير للطبراني ج٨ ص١٧١، ح: ٧٧١٨۔ المستدرك للحاكم، ح: ٨٥٥٥ وسنده ضعيف لضعف غفير بن معدان

[2] مسند احمد ج٥ ص٢٤٩ وسنده ضعيف لضعف لقيط بن المشاء.

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((أَهْلُ الشَّامِ سَوْطُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ يَنْتَقِمُ بِهِمْ مِمَّنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَحَرَامٌ عَلَى مُنَافِقِيهِمْ أَنْ يَظْهَرُوا عَلَى مُؤْمِنِيهِمْ، وَلَا يَمُوتُوا إِلَّا غَمًّا وَهَمًّا))

''اہل شام زمین پر اللہ کا کوڑا (دُرہ) ہیں۔وہ اپنے بندوں میں سے جس کے ذریعے انتقام لے لیتا ہے۔اوران (اہل شام) کے منافقین کا ان (اہل شام) کے مومنین پر غالب آنا حرام کردیا ہے اوروہ (منافقین) غم اور پریشانی ہی کی حالت میں مریں گے۔''☆

اسی طرح اسے طبرانی① نے بھی مرفوعا بیان کیا ہے اور امام احمد بن حنبل② اورابویعلی③ نے اسے موقوفا بیان کیا ہے۔

⑮:......اورمعاویہ بن قرہ اپنے والد سے اوروہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نبی ﷺ نے فرمایا:

☆ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اہل شام کو اپنا ہتھیار کہا ہے اور اہل شام کے مومنین کو منافقین پر غلبہ عطا کیا ہے اور فرمایا کہ جو منافقین میرے مومن بندوں کو تنگ کریں گے وہ غم اور پریشانی کی حالت میں مریں گے۔

① المعجم الکبیر للطبرانی ج ٤ ص ٢٠٩ ، ح : ٤١٦٣ .

تنبیه: ...... یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متن صحیح ہے کیونکہ مسند احمد میں یہ روایت حسن درجہ کی سند سے موجود ہے۔الحمد للہ

② مسند احمد ج ٢٥ ص ٤٦٧ .

③ یہ روایت مسند ابی یعلی میں موجود نہیں۔

((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلاَ خَيْرَ فِيكُمْ ، لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورَةٌ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُم حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ))

''جب اہل شام فساد کا شکار ہو جائیں گے پھر اس وقت تم میں بھی کوئی خیر نہیں ہوگی، میری امت میں ایک گروہ کو ہمیشہ (اللہ تعالیٰ کی) مدد حاصل رہے گی ان کو رسوا کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔''

اسے امام احمد بن حنبل [1] ابو یعلی [2]، ابن ماجہ [3] اور ترمذی [4] نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ☆

---

[1] مسند احمد ج ۳۳ ص ۴۷۲ ، ح : ۲۰۳۶۱ .

[2] یہ روایت مسند ابی یعلیٰ میں موجود نہیں۔

[3] سنن ابن ماجه، ح : ٦ ، مختصراً .

[4] جامع ترمذی، ح : ۲۱۹۲ .

☆ یہ روایت معمولی فرق کے ساتھ مختلف کتب حدیث میں موجود ہے۔''جب اہل شام فتنہ وفساد کا شکار ہو جائیں گے تو تم میں بھی کوئی خیر نہیں ہوگی'' سے مراد شام کے لوگ ہیں جو اس فتنہ وفساد میں مبتلا ہوں گے لیکن ایک گروہ حق پر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی، اس گروہ یا جماعت کے متعلق محدثین کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱) امام بخاری رحمہ اللہ اپنے شیخ امام علی بن مدینی سے بیان کرتے ہیں:

"هم أصحاب الحديث" (جامع ترمذی :۲۱۹۲)

۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا:

ان لم يكونوا اهل الحديث فلا ادری من هم ''اگر اس جماعت سے مراد اہل الحدیث نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ کون مراد ہیں۔''

۳) قاضی عیاض نے کہا: انما اراد احمد اهل السنة والجماعة ومن يعتقد ⇦

۱۶:...... اور عمیر بن ہانی نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ))

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین (شریعت) پر قائم رہے گا، انہیں رسوا کرنے والے اوران کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے اور وہ اسی (غلبے کی) حالت میں رہیں گے۔'' عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا: امیر المومنین! میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ ملک شام میں ہیں۔ ☆

⇐⇐ مذهب اهل الحديث ''امام احمد کی مراد اہل السنہ والجماعہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اہل الحدیث کے منہج کے پیروکار ہیں۔''

۴) امام نووی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کی متعدد جماعتوں پر مشتمل ہو، مثلا بہادری والے، بصیرت والے، فقیہ، محدث، مفسر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے، زاہد اور عابد اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک علاقے میں جمع ہوں۔ (فتح الباری: ج ۱ ص ١٦٤ ، ناشر دار المعرفة)

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اس طرح مکمل طور پر گمراہ نہیں ہوگی جس طرح سابقہ امتیں گمراہ ہوگئیں کہ ان سے کوئی بھی صراط مستقیم پر قائم نہیں رہا۔ الا من شاء اللہ

☆ اس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے امت اللہ کے دین پر قائم رہے گی، جبکہ یہ خلاف مشاہدہ ہے اس لیے کہا جائے گا کہ یہاں پوری امت نہیں بلکہ امت میں سے ایک جماعت ⇐⇐

اسے بخاری[1] اور دیگر (محدثین)[2] نے روایت کیا ہے۔

۱۷:...... اور محمد بن کثیر نے اوزاعی سے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَـزَالُ طَـائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ إِلَى يُومِ الْقِيَامَةِ، وأَوْمَا بِيدِهِ إِلى الشَّامِ))

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، وہ قیامت کے دن تک غالب رہیں گے ظاہر ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔''

⇦⇦ مراد ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہو جائیں ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضرور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام حمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے اور بھی بہت سے علما نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء الرجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب و سنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین و محدثین ائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے شکار نہ تھے نہ ان میں مسالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مساعی کے نتیجہ میں آج مسلمان پھر کتاب و سنت کی طرف آ رہے ہیں۔ (از منقول: بخاری: ۹۴/۵ مترجم ناشر: مکتبہ اسلامیہ)

[1] صحيح بخاري، ح: ۳٦٤١.

[2] صحيح مسلم، ح: ۱۰۳۷.

اسے حافظ ابوعبداللہ [1] نے اپنی سند سے روایت کیا ہے اور معروف قتادہ عن مطرف عن عمران کی روایت ہے۔ واللہ اعلم

۱۸:...... اور ابو صالح خولانی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ دِمَشْقَ وَمَا حَوْلَهُ، وَعَلَى أَبْوَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَا حَوْلَهُ، لَايَضُرُّهُمْ خُذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ، ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ إِلَى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ))

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ دمشق کے دروازوں اور اس کے اردگرد بیت المقدس اور اس کے اردگرد قتال کرتا رہے گا انہیں رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گے وہ حق پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے۔''

اسے ابوالقاسم سلیمان بن احمد اللخمی نے روایت کیا ہے۔ [2]

۱۹:...... اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں کہا کہ ہمیں ہاشم نے بیان

---

[1] الاحادیث المختارہ للمقدسی: ج۷ ص ۹۷، ح: ۲۵۱۱ وسندہ ضعیف . اس روایت میں ''محمد بن کثیر الصنعانی اور قتادہ'' دونوں مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

تنبیہ: ...... یہ روایت ''وأوما بیدہ الی الشام'' کے الفاظ کے علاوہ صحیح مسلم میں سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے موجود ہے۔

[2] المعجم الاوسط ج۱، ص ۱۹، ح: ۴۷ وسندہ ضعیف . یہ روایت ولید بن عباد اور ابوصالح الخولانی دونوں مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

کیا، اس نے کہا کہ ہمیں عبدالمجید نے بیان کیا، اس نے کہا کہ ہمیں شہر نے بیان کیا، اس نے کہا کہ مجھے سیدنا اسماء (بنت یزید) رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

''کہ بیشک سیدنا ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے پس جب وہ آپ کی خدمت سے فارغ ہو جاتے تو مسجد کی طرف آ جاتے اور وہ مسجد ہی ان کا گھر تھا جس میں وہ سویا کرتے تھے۔ پس ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے سیدنا ابو ذر (رضی اللہ عنہ) کو مسجد میں پہلو کے بل لیٹے ہوئے پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے اسے ہلایا تو وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''أَلَا أَرَاكَ نَائِمًا؟'' تمھاری سونے کی کیا رائے ہے؟ تو ابوذر نے کہا: اللہ کے رسول! میں کہاں سوؤں، کیا اس کے علاوہ میرا کوئی گھر ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا: ''كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ'' اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے اس سے نکال دیا جائے گا۔ تو ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں شام چلا جاؤں گا۔ بیشک شام ارض ہجرت ہے اور ارض محشر ہے اور ارض انبیاء ہے، لہٰذا میں بھی اس کے باسیوں میں سے ہو جاؤں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: پھر کیا کرو گے کہ جب وہاں (شام) سے بھی نکال دیئے جاؤ گے تو انھوں نے کہا: میں دوبارہ واپس (مدینہ) آ جاؤں گا کیونکہ یہ میرا گھر ہے اور میری منزل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''فَكَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ الثَّانِيَةَ؟'' پھر کیا کرو گے جب دوسری مرتبہ بھی تجھے یہاں (مدینہ سے) نکال دیا

جائے گا۔ ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اس وقت اپنی تلوار پکڑوں گا اور اپنے نفس سے قتال کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''ألا أدلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟'' کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تَنقَادُ لَهُمْ حَيْثُ قَادُوكَ، وَتَنْسَاقَ لَهُمْ حَيْثُ سَاقُوكَ، حَتَّى تَلْقَانِي، وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ'' درگزر سے کام لو، وہ تمھیں جہاں لے جائیں وہاں چلے جانا اگرچہ تمہارا حکمران کوئی حبشی غلام ہی ہو، یہاں تک کہ تم اسی حال میں مجھ سے آملو۔''☆

امام احمد[1] نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

۲۵:...... اور محمد بن یحییٰ الذھلی نے کہا کہ ہمیں محمد بن کثیر الصنعانی نے معمر

☆ اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مکالمہ مذکور ہے جس میں آپ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے صبر کی کیفیت کو جاننا چاہا کہ کب تک وہ صبر کریں گے، اس بارے میں کہ لوگ ان کو اپنے علاقے سے نکال دیں گے کیونکہ جو لوگ بھی اللہ کے رسول ﷺ کے دین پر چلتے ہیں تو لوگ شیطان کا ساتھ دیتے ہوئے ان کو (یعنی اللہ کے برگزیدہ) کو تنگ کرتے ہیں، اسی صورت حال کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے اپنے صحابی سے سوال کیا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے شام کو ہجرت، محشر، اور انبیاء کی زمین قرار دیا ہے۔ بار بار نکالے جانے کے بعد جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا فیصلہ کیا تو نبی ﷺ نے ان کو اس سے بہتر کام کا حکم دیا کہ تم درگزر سے کام لینا اور اپنے امیر کی اطاعت کرنا۔

[1] مسند احمد ج ٥ ، ص ٥٦٨ ، ح : ٢٧٥٨٨ وسنده حسن .

تنبیہ:...... شہر بن حوشب جمہور کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

سے، اس نے زہری سے، اس نے صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے بیان کیا (صفوان) نے کہا: ''جنگ صفین کے دن ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے کہا: اے اللہ! اہل شام پر لعنت کر۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، اہل شام کے لوگوں کے جم غفیر کو گالی مت دو، کیونکہ ان میں ابدال بھی ہیں۔''①

٢١:...... زہری نے اسے صفوان سے اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ایک دوسری سند سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے چنانچہ انھوں نے کہا کہ ہمیں ابوالمغیرہ نے بیان کیا، اس نے کہا کہ ہمیں صفوان ابن عمرو نے بیان کیا، اس نے کہا کہ مجھے شریح یعنی ابن عبید نے بیان کیا، اس نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا جس وقت آپ عراق میں تھے، تو لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ان پر لعنت کیجئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اَلْأَبْدَالُ تَكُوْنُ بِالشَّامِ ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا ، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلاً ، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ))

''کہ ابدال شام میں ہوں گے اور (ابدال) چالیس مرد ہوں گے جب (ان میں سے) کسی آدمی کا انتقال ہوگا تو اللہ اس کی جگہ ایک دوسرا مرد

① الاحاديث المختاره ٢/ ١١١ ، فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل ح: ١٧٢٦ .

ابدال مقرر فرما دے گا۔ ان کی (دعا کی) برکت سے بارش برسے گی، ان کی برکت سے دشمنوں پر فتح ہوگی اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب ٹلے گا"

اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں لیکن یہ منقطع ہے کیونکہ شریح بن عبید نے سیدنا علی (کے دور) کو نہیں پایا۔ حافظ ابوعبداللہ نے کہا: میں نے ابدال کے ذکر میں اس حدیث کی سند سے زیادہ اچھی متصل سند والی کوئی حدیث نہیں پائی، آپ (ابوعبداللہ) نے اسی طرح کہا ہے۔[1] واللہ اعلم

۲۲:...... اور عمران (بن حصین) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلَ اِبْلِیْسُ الْعِرَاقَ فَقَضٰی فِیهَا حَاجَتَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الشَّامِ فَطَرَدُوْهُ، ثُمَّ دَخَلَ مِصْرَ فَبَاضَ فِیْهَا وَفَرَّخَ وَبَسَطَ عَبْقَرِیَّهُ))

"ابلیس عراق میں داخل ہوا تو وہاں اس نے اپنی حاجت پوری کی، پھر وہ شام میں داخل ہوا، تو اسے وہاں سے دھتکار دیا گیا، پھر وہ مصر میں داخل ہوا تو وہاں اس نے انڈے دیے اور بچے نکالے اور چیلے پھیلا دیے۔"☆

[1] مسند احمد ج ۲، ص ۲۳۱، ح: ۸۹٦ وسندہ ضعیف.

☆ اس روایت میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جگہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ لکھا گیا۔ جس کی تصحیح فضائل الشام للسمعانی (ح:۱۰) سے کردی ہے۔ الحمد للہ۔ اس روایت میں شیطان کا اپنی شیطانی حاجات پورا کرنے کے لیے مختلف شہروں میں جانے کا ذکر ہوا ہے کہ عراق میں اپنی شیطانی ضرورت کو پورا کر کے شام میں دخل ہوتا ہے تو اس کو وہاں دھتکار دیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتے لہٰذا وہ پھر مصر کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ وہاں ⇦⇦

اسے طبرانی[1] نے روایت کیا ہے۔

۲۳:......سیدنا ابو درداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فُسْطَاطُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ ، مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ))

”بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) ایک شہر کی جانب جسے دمشق کہا جاتا ہے جو کہ شام کے بہترین شہروں میں سے مقام غوطہ میں ہوگا۔“

اسے احمد[2]، ابوداود[3] اور طبرانی[4] نے روایت کیا ہے۔

۲۴:...... اور سیدنا عوف بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت اپنی عمارت (گھر بنانے) میں مصروف تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: عَوْفُ بْنَ مَالِكٍ؟ عوف بن مالک ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اُدْخُلْ“ اندر آ جاو۔ میں نے کہا: کیا میں مکمل آ جاوں یا کچھ؟ فرمایا: ”بَلْ كُلُّكَ“ کہ مکمل ہی آ جاو پھر فرمایا: ”يَا عوفُ، اعْدُدْ أشياءَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: أَوَّلُهُنَّ مَوْتِي“ اے عوف! تو قیامت سے قبل کچھ

⇐⇐ اپنے تجربہ کار چیلے چھوڑتا ہے۔ تاکہ نیک لوگوں کو ان کے راستے سے ہٹایا جائے۔ یہ روایت چونکہ سنداً ضعیف ہے لیکن شام میں دخل ہونے والی صحیح روایتوں کی تائید کرتی ہے۔

[1] المعجم الكبير ج ١٢ ص ٣٤٠ ح: ١٣٢٩٠ وسنده ضعيف .

[2] مسند احمد، ج ٣٦ ص ٥٦ ، ح: ٢١٧٢٥ .

[3] سنن ابوداؤد: ٤٢٩٨ .

[4] یہ المعجم الکبیر میں موجود نہیں۔

نشانیاں شمار کر لینا جن میں سے پہلی نشانی میری وفات ہے، میں رونے لگا آپ مجھے چپ کروانے لگے۔ پھر فرمایا: ”قُلْ احْدَى“ کہو ایک: تو میں نے کہا: ایک۔ تو آپ نے فرمایا: ”وَالثَّانِيَةُ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ، قُلْ ثِنْتَانِ، فَقُلْتُ :ثِنْتَانِ فَقَالَ“ اوردوسری نشانی بیت المقدس کی فتح ہے کہو: دو۔ تو میں نے کہا: دو۔ آپ نے فرمایا: ”وَالثَّالِثَةُ: مُوْتَانٌ تَكُوْنُ فِي أُمَّتِي تَأْخُذُهُمْ مِثْلَ قُعَاصِ الْغَنَمِ، قُلْ ثَلَاثٌ۔ فَقُلْتُ :ثَلَاثٌ۔ فَقَالَ : اور تیسری نشانی اموات ہیں جو میری امت میں ہوں گی وہ انہیں اس طرح پکڑیں گی جیسے بکریوں میں وبا آ جاتی ہے۔ کہو: تین۔ تو میں نے کہا تین۔ آپ نے فرمایا: وَالرَّابِعَةُ: فِتْنَةٌ تَكُوْنُ فِي أُمَّتِيْ وَعَظَّمَهَا۔ [قُلْ] أَرْبَعٌ۔ اور چوتھی نشانی میری امت میں ایک فتنہ ہوگا اور آپ نے اسے بڑا فتنہ قرار دیا۔ پھر فرمایا: کہو چار۔ تو میں نے کہا: چار۔ آپ نے فرمایا: وَالْخَامِسَةُ يَفِيْضُ فِيكُمُ الْمَالُ، حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَيُعْطَى الْمِائَةَ دِيْنَارٍ، فَيَسْخَطُهَا، قُلْ خَمْسٌ اور پانچویں نشانی تم میں مال کی بہتات ہے حتی کہ ایک شخص کسی کو سو دینار بھی دے گا تو وہ اس پر بھی ناراض ہوگا، کہو پانچ تو میں نے کہا: پانچ پھر فرمایا: وَالسَّادِسَةُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَيَسِيرُونَ عَلَى ثَمَانِينَ غَايَةٍ، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا، فَفُسْطَاطُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ فِي أَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الْغَوطَةُ، فِي مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ۔ اور چھٹی نشانی تمھارے اور بنی اصفر کے درمیان صلح ہوگی پھر وہ اس جھنڈے تلے (جمع ہو کر تم پر حملے کے لیے) آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (کا لشکر) ہوگا۔ پس اس دن مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) زمین میں غوطہ نامی زمین میں ہوگا ایک ایسے شہر میں جسے دمشق کہا

جا تا ہے۔ اسے طبرانی① نے جید سند سے روایت کیا ہے۔☆

۲۵:...... اور مکحول نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فُسْطَاطُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْغُوْطَةِ ، مَدِيْنَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ ، مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ .))

''پس (بڑی فتنہ جنگ میں) مسلمانوں کا خیمہ غوطہ میں ہوگا ایک (ایسے) شہر (کی جانب) جسے دمشق کہا جاتا ہے جو شام کے بہترین شہروں میں سے ہوگا۔''

اسے ابوشیخ ابن حبان نے روایت کیا ہے۔②

۲۶:...... اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ہمیں ابوالیمان نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں ابوبکر یعنی ابن ابی مریم نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے، اس نے اپنے والد سے بیان کیا، اس نے کہا کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ ، فَإِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا ، فَعَلَيْكُم بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ ، فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ

① المعجم الكبير ، ج ۱۸ ص ٤٢ ح : ٧٢ .

☆ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی چھ نشانیوں کا ذکر کیا اور ہر نشانی پر متنبہ بھی کیا ہے۔

② (حسن) تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱ ، ص ۲۳۹ .

تنبیه:...... یہ روایت متابعت کی وجہ سے صحیح ہے۔ (دیکھئے: سنن ابوداؤد: ٤٢٩٨ عن ابودرداء)

مِنَ الْمَلَاحِمِ، وفُسْطَاطُهَا مِنْهَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الْغُوطَةُ))

''عنقریب شام تمھارے ہاتھوں فتح ہو جائے گا۔پس جب تمھیں وہاں کسی مقام پر ٹھہرنے کا اختیار دیا جائے تو اس شہر کو لازم پکڑنا جسے دمشق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جنگوں کے زمانے میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا اور اسی زمین میں جسے ''غوطہ'' کہا جاتا ہے اس کا خیمہ ہوگا۔''[1]

۱۲:...... اور ابن مردویہ نے سماک سے، انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے سیدنا ابن عباس سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہما فرمایا:

((رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (٢٣/ المؤمنون:٥٠) أُنْبِئْتُ أَنَّهَا أنهارُ دِمشْقَ۔))

''جاری چشمے والی ایک بلند جگہ پر (پناہ دی) مجھے بتایا گیا ہے کہ اس سے مراد دمشق کی نہریں ہیں۔''☆[2]

---

[1] (حسن) مسند احمد ج ٢٩ ص ١٣ ح : ١٧٤٧٠ .
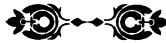
تنبیہ: ...... یہ روایت ابوبکر ابن ابی مریم کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس روایت کا صحیح شاہد سنن ابوداؤد (۴۲۹۸) میں موجود ہے۔

☆ مذکورہ بالا آیت حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کی صدیقہ والدہ کو ایک بلند جگہ اور صاف ستھرا پانی میسر کیا تھا۔

اس روایت کا تعلق مولف نے اس لیے اس آیت کے ساتھ منسلک کیا ہے کیونکہ مفسرین نے اس بلند جگہ کو دمشق کا ٹکڑا کہا ہے اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں سے ہے۔

[2] تاريخ دمشق لابن عساكر: ج١ ص ٢٠٤ وسنده ضعيف .

ان احادیث کا بیان جن میں مشرق کی جانب سے فتنے اٹھنے کا ذکر ہے

1:...... بخاری[1] اور مسلم[2] نے اپنی صحیح میں سیدنا (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور یہ لفظ مسلم کے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عِنْدَ بَابِ حَفْصَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ: الْفِتْنَةُ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا))

کہ بیشک رسول اللہ ﷺ (ام المومنین سیدہ) حفصہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان سینگ طلوع ہوگا یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمائی۔

اور ایک روایت[3] میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس۔

[1] صحيح بخاری: ٧٠٩٣.

[2] صحيح مسلم: ١/١٢٥٨، رقم: ٤٦/٢٩٠٥.

[3] صحيح مسلم: ١/١٢٥٨، رقم: ٤٨/٢٩٠٥.

❷ :......اور انہیں سے مروی ہے کہ:

وھو مستقبلُ المَشْرِق:((هَا إِنَّ الفِتْنَةَ هَاهُنَا ، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا ، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

''بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کا رخ مشرق کی طرف رخ تھا۔ خبردار: بیشک فتنہ ادھر ہے، بیشک فتنہ ادھر ہے، بیشک فتنہ ادھر ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''[1]

❸ :......اور انہیں سے مروی ہے کہتے ہیں کہ:

((رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هَاهُنَا ، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ يَعْنِي: المَشْرِقَ))

''رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، آپ ﷺ نے فرمایا: کفر کی چوٹی ادھر ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔یعنی مشرق سے۔''[2]

❹ :......اور انہیں سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جبکہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کررہے تھے فرمایا:

((هَا إِنَّ الفِتْنَةَ هَاهُنَا ، إِنَّ الفِتْنَةَ هَاهُنَا۔ثَلاثًا۔حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ))

---

① صحيح مسلم: ١/١٢٥٨، رقم: [illegible] /٤٧ .

② صحيح مسلم: ١/١٢٥٨، رقم: ٤٨/٢٠٩٥ .

"خبردار بیشک فتنہ ادھر ہے، بیشک فتنہ ادھر ہے (یہ الفاظ) تین بار فرمایا، جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔"[1]

اور دوسری روایت میں ہے خبردار! بے شک فتنہ ادھر ہے۔ دو بار فرمایا۔

۵:...... اور بخاری کے بعض طرق میں سیدنا (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

((هَاهُنَا الْفِتْنَةُ۔ ثَلاثًا۔ مِنْ حَيْثُ يُطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

"فتنہ ادھر سے ہے، تین بار۔ جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔"[2]

اور ایک دوسری سند میں یوں ہے کہ آپ منبر کی جانب کھڑے ہوئے۔ اور ایک دوسری سند میں منبر پر کے الفاظ ہیں۔

۶:...... اور سیدنا (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِى شَامِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا۔ قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِي شَامِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا))۔ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم): وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

"اے اللہ ہمارے شام میں برکت کر، اے اللہ ہمارے یمن میں برکت

---

[1] صحيح مسلم: ١/ ١٢٥٨، رقم: ٢٩٠٥/ ٤٩.

[2] صحيح بخاری: ٣١٠٤.

کر، لوگوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں بھی؟ آپ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں برکت کر اے اللہ ہمارے یمن میں برکت کر، انھوں (صحابہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہمارے نجد میں؟ میرا (راوی کا) خیال ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا: ۔وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔"☆①

◆:...... مسلم② نے فضیل بن غزوان سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا: میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو یہ فرماتے سنا: اے اہل عراق ایک چھوٹے گناہ کے متعلق تم سے کس نے سوال کرایا اور ایک بڑے گناہ پر تم کو کس نے آمادہ کیا؟ میں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا، وہ کہتے تھے کہ:

((انَّ الْـفِتْنَةَ تَجِىءُ مِنْ هَاهُنَا، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ نَحْوَالْمَشْرِقِ، مِـنْ حَيْـثُ يَـطْـلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ۔ وَأَنْتُمْ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَـابَ بَعْضٍ، وَانَّمَا قَتَلَ مُوسَى الَّذِى قَتَلَ مِن آلِ فِرْعَوْنَ خَـطَـأً، فَـقَـالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا﴾ (۲۰/ طٰهٰ:۴۰)))

☆ مذکورہ بالا اور اس حدیث میں جس فتنے کا ذکر کیا گیا ہے وہ دجال اور جوج ماجوج کا ہے۔ بعض بے وقوفوں نے نجد کے فتنے سے محمد بن عبدالوہاب کا نکلنا مراد لیا ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ عبدالوہاب مسلمان اور موحد تھے وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے۔ (نجد کے بارے میں مزید وضاحت کے لیے دیکھے ماہنامہ السنۃ شمارہ نمبر: ۴۸، ۴۷، ۴۶)

① صحيح بخاري: ۷۰۹٤.

② صحيح مسلم: ۱/ ۱۲۵۸، رقم: ۲۹۰۵/ ۵۰.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا بیشک فتنہ ادھر سے آئے گا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ نکلیں گے اورتم ایک دوسرے کوقتل کرتے ہو، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے آل فرعون کے جس شخص کوقتل کیا تھا وہ خطاء تھا اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے ایک جان کوقتل کیا پھر ہم نے تجھ کو اس غم سے نجات دی اور تجھ کو خوب آزمایا۔''

بخاری[1] نے بھی نبی کریم ﷺ کی اس مرفوع حدیث کو آخر تک روایت کیا ہے۔

والحمد لله وحده، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

[1] صحیح بخاری: ۷۰۹۲ من طريق الزهري عن سال

سرزمین شام

ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204